بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

جلد ۴ | ماہ جون ۱۹۳۶ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | نمبر ۲

مناسبات

"محدث" کا یہ نمبر جن تاریخوں میں ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچیگا وہ اپنی ممتاز خصوصیت اور غیر معمولی شہرت کی بنا پر دنیا میں ایک خاص دن ہوگا۔ غالباً ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ہوگی جو مشہور قول کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے "مشہور قول" میں نے اس لئے کہا کہ صحیح اور محقق بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ہوئی ہے[1]۔ یہی وہ دن ہے جبکہ انسانیت کو مکمل کردینے والے کامل انسان کا ظہور دنیا میں ہوا۔ یہی وہ تاریخ ہے جبکہ گمراہوں کو راستہ بتانے والا اینٹ اور پتھر جاندار اور بیجان چیزوں کے سامنے ماتھا ٹیک دینے والے انسان کو خدائے واحد کا پرستار بنا دینے والا۔ متکبر اور مغرور پیشانیوں کو عجز و نیاز کی خاک میں گرد آلود کردینے والا۔ مردہ قوموں کو حیات بخشنے والا۔ گرتوں کو سنبھالنے والا۔ مظلوموں اور بیکسوں کی دادرسی کرنے والا۔ یتیموں اور بیواؤں کی فریادیں سننے والا۔ نسلی اور قومی خاندانی اور ملکی امتیازات کو مٹا کر صرف خداترسی اور خداپرستی پر شرف و کرامت کی بنیاد رکھنے والا۔ الغرض کائنات عالم کے سامنے رشد و ہدایت کا مکمل اور آخری پیغام پیش کرنے والا۔ خدا کا آخری پیغمبر دنیا کے افضل ترین مقام مکہ معظمہ، اور عرب کے اشرف ترین خاندان قریش میں "عبداللہ"[2] کے خون سے "آمنہ"[2] کی گود میں پیدا ہوا۔ اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم

[1] تاریخ الامم الاسلامیہ جلد ۱۔ تاریخ دول العرب و الاسلام۔ رحمۃ للعالمین۔ سیرۃ النبی۔ ۱۲۔ [2] آپ صلعم کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ اسی کیطرف اشارہ ہے ۱۲۔

اس میں شک نہیں کہ یہ مبارک اور مسعود دن نہ صرف مسلمانوں کیلئے بلکہ کائنات عالم کے ذرے ذرے کیلئے خیر و برکت رحمت و سعادت کا دن ہے جسقدر خوشیاں منائی جائیں کم ہیں۔ جتنا بھی اظہار مسرت کیا جائے تھوڑا ہے۔ لیکن افسوس کہ جس طرح مسلمانوں میں ہر بھلی چیز کی روح فنا ہو کر صرف اس کی رسمی اور رواجی شکل باقی رہ گئی ہے۔ اسی طرح آج اس جشن میلاد کا بھی حال ہے۔ "مسلمان" سال بھر تک نمازیں نہ پڑھیں۔ روزے نہ رکھیں شادی وغمی۔ عادات واطوار شکل وصورت میں کسی طرح اس نبیؐ کی تعلیم کے موافق نہ ہوں لیکن ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد ضرور منائیں گے۔ مجھے اس وقت اس کی شرعی حیثیت سے بحث نہیں کرنی ہے بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمۂ عمل تھے۔ تمہیں زندگی کے ہر شعبے میں آپ کا عملی نمونہ تلاش کرنا چاہئے کہ وہی باعث نجات اور موجب فلاح ہے۔ یہ ہنگامی قیل وقال اور رواجی چہل پہل کسی طرح بھی بہبودی کا سبب نہیں بن سکتی۔

آئیے اب میں آپ کو تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھلاؤں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہجرت کے گیارہویں سال اسی ربیع الاول کے مہینے میں تقریباً[1] انھیں تاریخوں میں دوشنبہ ہی کے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہوا ہے۔ ہاں ہاں اسی مہینے میں ہم پر وہ دن بھی آیا ہے جبکہ عمر فاروق جیسا عزم و استقلال کا پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ فرط غم سے بے خود ہو کر اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص یہ کہیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں حادثۂ ارتحال پر فاطمۂ زہرا بلک بلک کر رو رہی ہیں اور غم سے نڈھال ہو کر فرماتی ہیں یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ یَا اَبَتَاہُ مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ۔ یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ ٥۔ پیارے باپ! آپ نے رب کی دعوت اصل کو لبیک کہا ابا جان آپ نے جنت الفردوس میں نزول فرمایا۔ میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر سناتی ہوں (کہ اب وحی کس پر آئیگی اور جبریل کہاں اتریں گے)۔

یہی وہ ایام ہیں جن میں فراق نبوی کا صدمہ جانکاہ امت کو پہنچا۔ لیکن تم میں سے کتنے ہیں جو اپنی مروجہ میلاد کا جشن مناتے ہوئے اس مصیبت عظمیٰ کا خیال بھی دل میں لاتے ہوں۔ کتنے ہیں جو عمر فاروقؓ کی بے چینی۔ صدیق اکبرؓ کا اضطراب۔ عثمانؓ و علیؓ کی پریشانی۔ فاطمہ زہراؓ کی آہ وزاری۔ عائشہ صدیقہ کی ماتم زدگی کا تصور بھی کرتے ہوں

میں یہ نہیں کہتا کہ تم مسرت وشادمانی کی محفلوں کو نالہ و بکا کی مجلسوں میں تبدیل کر دو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنی مخصوص مولود خوانیوں کی جگہ کسی جدید طرز کی مرثیہ خوانی شروع کر دو۔ لیکن کم از کم اتنا تو سوچو کہ وفات نبوی کے دنوں میں امہات المومنین کی بیوگی کے ایام میں امت کی سراسیمگی و مصیبت زدگی کی حالت میں تمہاری یہ مروجہ خوشیاں کچھ زیب دیتی ہیں؟ مسلمانو! للہ آنکھیں کھولو ظاہری زیبائش وآرائش کو چھوڑ کر کوئی ٹھوس دینی خدمت کرو۔ ان بجلی کے قمقموں اور گیس کے ہنڈوں سے اپنے گھروں کو روشن کرنے کے بجائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] آپ کی وفات کے متعلق اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ ہجرت کا گیارہواں سال اور مہینہ ربیع الاول کا اور دن دوشنبہ کا تھا لیکن تاریخ میں اختلاف ہے تاریخ الامم الاسلامیہ میں خضری نے اور قاضی محمد سلیمان مرحوم نے رحمۃ للعالمین میں ۱۲ ربیع الاول کو صحیح بتایا ہے۔ ۱۲